

یہ شعر و قصائد کا نپاک دفتر
عقوبت میں سنڈاں سے ہے جو بدتر
گنگار وال چھوٹ جائیں گے سارے
جنم کو بھر دیں گے شاعر ہمارے

1857ء کی ناکام جنگ آزادی کے بعد حالات یکسر بدل گئے مسلمانوں کی زبوں حالی ناگفتہ بہ۔ برائے نام مغل سلطنت کا خاتمہ ہوا۔ اعتبار جاتا رہا۔ ہندوؤں کے لئے تو یہ فقط آقاؤں کی تبدیلی تھی پھر انہوں نے اپنے اندر چمک بھی پیدا کر لی تھی، انگریزی تعلیم حاصل کر کے وہ انگریزوں کے اور قریب آ گئے، مسلمان انگریز سے میل تو کیا کرتے وہ تو انگریزی تعلیم سے بھی نفور۔ جس کے نتیجے میں ملازمتوں کے دروازے ان پر بند ہو گئے۔ جاگیریں اور ریاستیں بھی ضبط ہونے لگیں۔ یوں مسلمان اقتصادی طور پر کمپرسی کا شکار ہو گئے۔۔۔ ایسے حالات میں سرسید ایسا رہنما قوم کی ڈمگاتی ناؤ کو پار لگانے کا عزم کرتا ہے اور اپنے رفقا کو مدد کے لیے پکارتا ہے جو اس ظلمت اضطراب میں جلوہ نور بن کر آتے ہیں۔ یاس، بے یقینی، بے عملی کے اندھیروں کی قباچاک کرتے ہیں۔ سفید، بامقصد اور میری تخلیقات کے ذریعے صحت مند معاشرے کی داغ بیل ڈالتے ہیں۔

① سرسید احمد خان نے تہذیب الاخلاق کے ذریعے سوتوں کو جگایا۔ مردوں کو اٹھایا اور بند سڑے ہوئے پانی میں تحریک پیدا کی۔ مسلمانوں کو قومی شعور عطا کیا، جذبات، توہمات اور تعصبات سے بالاتر ہو کر سوچنے اور سیاست و معاشرت مذہب و تعلیم میں تقاضائے وقت کے مطابق چلنے کی تلقین کی۔

(۷) حالی نے مسدس ”مدو جزر اسلام“ لکھا جس میں مسلمانوں کے عروج و زوال کے تقابل سے ایک فساد پذیر معاشرہ کی تصویر کھینچی بلکہ آئندہ کے لئے بھی طرز عمل کا رخ متعین کیا۔ مایوس دلوں کی ڈھارس بندھائی۔

۳) مولانا شبلی نے اسلام، اسلامی تمدن، اسلامی تاریخ، اسلامی علوم و فنون کو موضوع بنایا۔ اسلامی سیاست میں وہ پورے چین اسلامی تھے وہ سیاست میں غیر معمولی نرمی کی پالیسی کے خلاف تھے۔

مولوی نذیر احمد نے اپنے ناولوں کے ذریعہ معاشرے میں عورت کی اہمیت، تعلیم و تربیت اور اس کے مقام کو خاص طور پر موضوع بنایا۔ مولانا نے ٹیکنیکل تعلیم پر بھی زور دیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آنے والے دور میں گریجویٹ کثرت سے ہوں گے اور دفتروں کے باہر امیدواروں کا ہجوم ہو گا۔

اکبر نے مغربیت کے بڑھتے ہوئے سیل بے پناہ کے خلاف بند باندھنے کی کوشش کی لوگوں نے انہیں قدامت پسند اور روایت پرست کہا لیکن ان کے خدشات بجا ثابت ہوئے۔

اقبال کی شاعری علی گڑھ تحریک کی تکمیل تھی۔ قومی شعور کی بیداری، قومی کردار کی تشکیل اور تحریک پاکستان میں علامہ کا بہت بڑا حصہ ہے وہ نئے اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لیے کوشاں رہے۔ خودی خودداری، غلامی سے نفرت، فقر و درویشی کو شش نام تمام رجائیت ان کے محبوب موضوع ہیں۔ مشرق و مغرب کے رجحانات، جدید تحریکات کے بارے میں علامہ کے خیالات ہمارا قومی ورثہ ہیں۔

قیام پاکستان کے سلسلے میں ہر چھوٹے بڑے شاعر نے اپنے اشعار کے ذریعے ایسی فضا پیدا کر دی جس میں مسلمانوں کا بچہ بچہ جنگ آزادی کا مجاہد نظر آتا تھا۔

مسلم ہیں ہم، وطن ہے سارا جہاں ہمارا
سبز ہلالی پرچم اپنا، پاکستان ہمارا ہے
بٹ کے رہے گا ہندوستان، لے کے رہیں گے پاکستان
شاعروں کے یہ مصرعے پورے برصغیر میں گونجتے تھے۔

حصول آزادی کے وقت قتل و غارت، وحشت و بربریت، انسانیت سوز مظالم کا جو سلسلہ شروع ہوا اس کا اثر ادبوں پر بھی پڑا انہوں نے طرفین کو غیرت دلائی شرمسار کیا۔ خونخوار انسانوں کو وحشی بننے سے روکا اس طرح بین الاقوامی مظہرعت کی فضا ساز گاری۔

ترقی پسند ادبوں کو آپ اشتراکیت کے مبلغ کہیں یا کچھ اور۔۔۔۔۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ انہوں نے ظلم، نا انصافی، طبقاتی عدم مساوات کے خلاف بہت کچھ لکھا۔ مزدوروں اور کسانوں (عوام) کا شعور بیدار کیا۔ اقتصادی تقاضوں کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیا۔ دیکھئے فیض کی نظم ”ملاقات“

قیام پاکستان نے استقلال پاکستان کی تحریک کو جنم دیا۔ پاکستان کی آزادی اور سالمیت کو برقرار رکھنے کی کوشش حصول پاکستان کی جدوجہد سے کم نہیں۔ ہمارے شاعر اور ادیب اس قومی ضرورت سے بھی بیگانہ نہیں رہے وہ اپنے اشعار کے ذریعے حب الوطنی، جانبازی اور جانفروشی کے جذبات ابھارتے رہے۔

1965ء کی پاک بھارت جنگ میں ہمارے اہل قلم کسی طرح پیچھے نہیں رہے سپاہی محاذ جنگ پر لڑ رہا تھا۔ مگر اس کے ہتھیاروں کی جھنکار شاعر کے ترانوں میں سنائی دے رہی تھی میدان کارزار میں خون بہہ رہا تھا لیکن اس کی سرفی، افسانے کا موضوع بن رہی تھی۔

آخر میں مجھے یہ کہنا ہے کہ ادیب آنکھ بند کر کے قومیت کی تعمیر میں حصہ نہیں لیتا اور نہ وہ قومی تعصب

کو راہ دیتا ہے بلکہ اس کے برعکس وہ اس کام میں روشن ضمیری اور انسان دوستی کے ساتھ سرگرم عمل رہتا ہے وہ اگر ایک طرف دیدہ بینائے قوم ہے۔ اس کے کردار، اس کے نصب العین کی تشکیل میں حصہ لیتا ہے۔ تو دوسری طرف وہ ضمیر انسانیت سے نہ صرف اپنی ہی قوم کے انسانی اور فطری حقوق کے لیے جدوجہد کرتا ہے۔ بلکہ دوسری اقوام کی آزادی اور انسانی حقوق کے لیے بھی جدوجہد کرتا ہے۔

بے معجزہ دنیا میں ابھرتی نہیں قومیں
جو ضرب کلیسی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا

(پروفیسر اسلم ضیاء)